سوال

(25)یزید کے بارے میں حدیث نبوی کی وضاحت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

یزید کو عوام گندہ ذہنی سے بچانے کے لیے یہ حدیث (کہ قسطنطنیہ پر جو سب سے پہلی جماعت حملہ کرے گی وہ جنتی ہوگی) کس کتاب میں ہے ؟ اس کا معہ صفحات کے حوالہ دیں۔ نیز یزید کی اُس جماعت میں کیا پوزیشن تھی ؟ کیا تاریخ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے ؟ سائل عبدالخالق رحمانی

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

متعلقہ حدیث بخاری متضمن منقبت یزید بن معایہ (بن ابی سقیان)

(1) قسطنطنیہ پر سب سے پہلی حملہ کرنے والی جماعت نہیں ، بلکہ سب سے پہلی سمندری لڑائی لڑنے والی جماعت ، جس کے مفید مطلب الفاظ یہ ہیں ''نام رسول لله صلی الله علیه وسلم ثم استیقظ وهو یضحک ، قالت : فقلت : ومایضحکک یارسول لله، قال : ناس من امتی ، عرضوا علی غزاة فی سبیل الله، یرکبون ثبج هذاالبحر ، ملوکا علی الأسر-ةأو مثل الملوک علی الأسرة ، قالت ام حرام : فقلت : یارسول الله! ادع الله أن یجعلنی منهم ، فدعا لها رسول الله ﷺ ،، (بخاري فی باب الدعاء بالجهاد (کتاب الجهاد 201/3) کتاب الروٴیا (باب الروٴیا بالنهار 8/73) کتاب الأستیذان (باب من زار قوما فقال عندهم 40/7) ومسلم (کتاب الأمارة باب فضل الغزوفی البحر (1912) 3/1518) وابوداوٴد (کتاب فضائل الجهاد باب ماجاء فی البحر (1645) 4/178) والترمذي (کتاب فضائل الجهاد باب ماجاء فی البحر (1645) 4/178) والنسائی (کتاب الجهاد باب فضل الجهاد فی البحر 40/6)'' قال العینی : قوله : ملوکا، قال ابو عمر : أرادأنه رأي الغزاة فی البحر علی الأسرة فی الجنة، وروٴیا الأنبیاء علیهم السلام وحی ، یشهدله قوله تعالی : علی الارائک متکوٴن ، وبه جزم ابن بطال ، حیث قال : إنمارآهم ملوکا علی الأسرة فی الجنة فی روٴیا، وقال القرطبی : یحتمل أن یکون خبرا عن حالهم فی غزوهم ایضا ،، انتهی (عمدة القاري 535/6).

اس حدیث سے حضرت معاویہ کی منقبت عیاں ہے کیوں کہ سب سے پہلی جماعت (جس میں اُم حرام رضی اللہ عنہاپنے شوہر عبادة ابن الصامت کے ساتھ گئی تھیں) حضرت عثمان کی خلافت میں حضرت معاویہ کے ساتھ 28ھ یا 27ھ میں جزیرہ قبرس پر حملہ آور ہوئی۔ عینی 4 84 87 وقسطلانی 5 101۔6 230) یہ واقعہ تاریخ کی ہر معتبر کتاب میں موجود ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

اور قسطنطنیہ پر سب سے پہلے حملہ کرنے والی جماعت کی منقبت وشرف والی حدیث بخاری 3 232 کتاب الجهاد باب قتال الروم میں موجود ہے، جس کی مفید مطلب الفاظ یہ ہیں : ''ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ» ، فَقُلْتُ : أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ : «لاَ» انتهى. قال : العینی : ''ذکرأن یزید بن معاویة غزا بلاد

الروم حتی قسطنطینۃ ، ومعہ جماعات من سادات الصحابۃ ، منہم ابن عمروابن عباس وابن الزبیر وأبو أیوب الانصاري ، کانت وفاۃ أبي أیوب الأنصاري ہناک قریبا من سورا لقسطنطنیہ ،، وقال صاحب المرآۃ : ''الأصح أن یزید ابن معاویۃ غزا القسطنطینہ في سنۃ اثنتین وخمسین ، وقیل سیرۃ معاویۃ جیشا مع سفیان عوف الی القسطنطنیۃ فأوغلو بلاد الروم ، وکان في ذلک الجیش ابن عباس وابن عمروابن الزبیر ابوأیوب الأنصاري قال العیني : الأظہر أن ہولاء الصحابۃ في خدمتہ ،، (عیني 649/6).

اورقسطلانی لکھتے ہیں : ''وکان أول من غزا مدینۃ قیصر یزید بن معاویۃ ، ومعہ جماعۃ من سادات الصحابۃ کابن عمرو ابن عباس وابن الزبیر وأبي أیوب الأنصاري ، وتوفي بہا سنۃ اثنتین وخمسین من الہجرۃ ،، انتہی ۔ یہ حدیث منقبت یزید پر صاف دلالت کرتی ہے ، چنانچہ مہلب کہتے ہیں : ''في ہذا الحدیث منقبۃ لمعاویۃ ، لأنہ أول من غزا البحر ، ومنقبۃ لولدہ یزید ، لأنہ أول من غزا مدینۃ قیصر ،، انتہی (قسطلانی 23/6) اس جنگ قسطنطنیہ میں جس میں کبار صحابہ شریک تھے ۔ یزید امیر جیش رہا ہو۔ جیسا کہ عام اصحاب سیر لکھتے ہیں یا ماموراور ایک ادنی سپاہی کی حیثیت سے شریک رہا ہو۔ جیسا کر عینی کی رائے ہے ۔ بہر حال اس کی منقبت ثابت ہے کیوں کہ آں حضرت ﷺ نے تمام شرکاء کے حق میں ''مغفورالہم ،، فرمایا ہے ۔

لیکن یہ استدلال ابن التین وابن المنیر کو ، اوران کی تقلید میں عینی کو ، اورکہا جاتا ہے کہ قسطلانی کو بھی پسند نہیں ہے ۔ چنانچہ قسطلانی لکھتے ہیں : ''وأجیب بأن ہذا (یعني ظن أن یزید بن معاویۃ داخل في قولہ مغفورلہ) جار علی طریق الحمیۃ البنی أمیۃ ، ولا یلزم من دخولہ في ذلک العموم ، أن لایخرج بدلیل خاص ، إذلا خلاف أن قولہ علیہ السلام : مغفورلہم مشروط بکونہ من أہل المغفرۃ ، حتی لوارتد واحد ممن غزاہا بعد ذلک ، لم یدخل في ذلک العموم اتفاقا ، قالہ ابن المنیر ، وقد أطلق بعضہم فیما نقلہ المولی سعدالدین اللعن علی یزید ، لما أنہ کفر حین أمر بقتل الحسین واتفقوا علی جواز اللعن علی من قتلہ أوأمر بہ أوأجازہ ورضی بہ ، والحق أن رضا یزید بقتل الحسین واستبشارہ بذلک ، و إہتانۃ أہل بیت النبي صلی اللہ علیہ وسلم مما تواتر معناہ وإن کان تفاصیلہا آحادا ، فنحن لا نتوقف في شأنہ ، بل في إیمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی أعوانہ وأنصارہ ،، انتہی (ہندي 101/5، مصري 30/2).

ابن التین ، ابن المنبر ، عینی ، قسطلانی ان چاروں شراح بخاری کو یہ تسلیم ہے کہ یزید اس جیش میں تھا اورکیوں نہ تسلیم ہو جب کہ تمام کتب سیر ومغازی اس پر متفق ہیں ۔ (تاریخ الامم الاسلامیہ للعلامہ الخضری ودیگر کتب تاریخ اسلام) ۔

لیکن اس امر میں کلام ہے کہ یزید آں حضرت ﷺ کے ارشاد ''مفغورلہم ،، کا مصداق ہے ، یہ ان کو مسلم نہیں ۔ دلیل عدم تسلیم کی صرف یہ ہے کہ مفغور ہونا مشروط ہے مغفرت کی اہلیت وصلاحیت رکھنے کے ساتھ ۔ اس لیے کہ اگر اس جنگ میں شرکت کرنے والوں میں سے کوئی بعد میں مرتد ہوگیا ہو ، توبالاتفاق اس عموم مغفرت میں داخل وشامل نہیں ہوگا ۔

لیکن یہ جواب اوردلیل تعقب بالکل مہمل ہے ۔ آں حضرت ﷺ نے پوری جماعت پر بلا استثناء احدے ''مغفورلہم ،، ہونے کا حکم لگایا ہے ۔ اس لیے یزید بھی بلاشبہ اس میں داخل ہے ۔ کیوں کہ اُس میں بوجہ اس کے مسلمان ، غیر مشرک ہونے کے مغفرت کی اہلیت قطعا موجود تھی ۔ خلیفہ ہونے سے پہلے زیادہ سے زیادہ وہ بعض فسقیہ امور کا مرتکب تھا ، اورخلافت کے بعد اس کا ثبوت کہ وہ حسب سابق ان امور فسقیہ میں بمتلا وملوث تھا بہت مشکل ہے ۔ وہ کبھی مرتد نہیں ہوا ۔ اورنہ اس کے حق میں ایمان واسلام سے خارج کرنے والی کوئی چیز ثابت کی جاسکتی ہے ۔ (افترآت وبہتانات قسے بحث نہیں) پس ایسی حالت میں ''ان اللہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء ،، (النساء : 48) کے ہوتے ہوئے اس کے ''مغفورلہم ،، کے مصداق ہونے میں تردد کرنا ۔ خلاف النصاف ہے ۔ ہم یزید کو معصوم نہیں سمجھتے ۔ لیکن افتراپردازی کے سخت مخالف ہیں ۔ اس سے یقینا غلطیاں سرزد ہوئیں ۔ سب سے بڑی غلطی اورگناہ عظیم جنگ حرّہ کا برپا کرنا ہے ۔ لیکن ان غلطیوں یا کبائر کو مخرج من الملۃ قرار دینا مشکل ہے ۔

قسطلانی کا مستدل پر حمایت وعصبیت بنوامیہ کا الزام لگانا ''ان بعض الظن اثم ،، (الحجرات : 12) کا مصداق ہے ۔ اس لیے اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ باقی رہا کسی غیر معلوم اورمجہول الذات والحال رافضی کا یہ دعوی کہ ، یزید قتل حسین سے خوش تھا اوراس نے اہل بیت کی اہانت وتذلیل کی ۔ ونیز اسی نے حسین کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا ۔ اس لیے وہ کافر ہے اورکفر پر مرا ۔ بنا بریں اس پر لعنت بھیجنا جائز اورمباح ہے ۔ کیوں کہ اس بات پر سب لوگ متفق ہیں کہ قاتل حسین اورقتل حسین کا حکم دینے والا اوراس کو جائز سمجھنے والا اورقتل حسین سے خوش ہونے والا سب پر لعنت کرنی جائز ہے ۔ سو یہ محض بازاری گپ ہے کسی معتبر روایت سے ہرگز یہ ثابت نہیں کہ یزید نے حضرت حسین کو قتل کرڈالنے کا حکم دیا تھا ، یا ان کے قتل کردیئے جانے سے خوش ہوا تھا ، یا اس کو جائز سمجھتا تھا ، بلکہ تاریخ کی معتبر کتابوں سے خودان ہرسہ امور کا خلاف ثابت ہے ۔ ونیز بالکل غلط ہے کہ حضرت حسین کے قاتل غیر مستحل یا اس کا حکم دینے والے یا اس سے خوش ہونے والے کے کفر اوران پر لعن وطعن کے جواز پر سب کا اتفاق ہے ۔ یہ باتیں محض جھوٹ اور بے بنیاد ہیں ۔ تاریخ الخلفاء میں بعض ایسی باتیں موجود ہیں لیکن یہ معلوم ہے کہ سیوطی ''حاطب لیل ،، اورجامع رطب ویابس ،، اور ''حامل غث وسمین ،، ہیں ، ونیز یہ باتیں بالکل

بے سند لکھی ہیں۔ اس لیے بھی ان کا کچھ اعتبار نہیں۔ تعجب ہے ''ملا سعد اللہ،، پر کہ بغیر تنقید کے ایسی بے سروپا باتیں نقل کردیں۔ ان سے زیادہ تعجب ''قسطلانی،، پر ہے کہ ایسی غیر محقق بات اور خلاف واقعہ امر لکھ کر صرف یہ کہہ کر خاموش ہوگئے: ''ومن یمنع یستدل بأنه علیه الصلوة والسلام نهی عن لعن المصلین، ومن کان من اہل القبلة،، انتھی

درحقیقت اس ٹھوس دلیل کا مجوزین لعن کے پاس کوئی معقول جواب نہیں ہے۔ (مصباح بستی محرم 1371ھ)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 73

محدث فتویٰ